اس کے علاوہ شیخ صاحب نے اپنے مسلک کی کتابوں کی اشاعت کے لیے ایک الگ ادارہ اہلحدیث اکادمی کے نام سے قائم کر رکھا تھا۔ جس میں اہلحدیث ترجمہ قرآن کے علاوہ امام ابن تیمیہ امام ابن قیم اور دیگر آئمہ اعلام کی بے شمار کتابیں اور ان کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔

اسی طرح برصغیر کے نامور اہلحدیث علماء کی تصنیفات کو شائع کرنے کا بھی انہیں بے حد بڑا شرف حاصل ہوا۔

ان کی ان خدمات کو دیکھ کر آدمی اندازہ نہیں کر سکتا کہ یہ ایک اکیلے آدمی کا کام ہے بلکہ اتنا کام کئی ادارے مل کر بھی نہیں کر سکتے۔

شیخ صاحبؒ گوناگوں خوبیوں کی مالک شخصیت تھے۔ مجھے یہ شرف حاصل ہوا کہ میں ان کے آخری لمحات میں ان کی چارپائی کے پاس موجود تھا۔ آخری لمحات میں انہوں نے جس قدر کلمہ طیبہ اور ادعیہ مسنونہ کا ورد کیا۔ اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ رب کریم نے ان کی خدمات کو شرف قبولیت سے نوازدیا ہے۔

ان کے لبوں پہ کوئی آہ وزاری شکوہ، شکایت کا کوئی لفظ اور رنج وغم کی کوئی کیفیت نہ تھی۔ اور جمعہ کے مقدس دن وہ اپنے مالک کے بلاوہ پر اس کے حضور۔ دنیا سے ہمیشہ کے لیے منہ موڑ کر چلے گئے۔

لیکن بقول شاعر۔ ؎ رفتید دلے نہ از دلِ ما

خداوند ستار و غفار اُن کے درجات بلند کرے اور اُن کے پسماندگان کو اُن کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ابھی شیخ صاحبؒ کے صدمہ سے طبیعت بحال نہ ہوئی تھی۔ کہ ایک اور تازہ صدمہ نے نڈھال کر دیا۔

پاکستان کے اہل توحید کے سرخیل مولانا غلام اللہ خاں صاحب کچھ عرصہ قبل سعودی عرب اور خلیج کی ریاستوں کے دورے پر گئے تھے۔ کہ وہیں سے اچانک یہ غمناک خبر موصول ہوئی کہ دل کے دورہ نے ان کی زندگی کا دور ختم کر کے رکھ دیا ہے۔

مولانا غلام اللہ خانؒ علماء کے اس گروہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جن کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا

قرآنِ حکیم اور اس کی تعلیمات کی نشر واشاعت بھی اور خصوصاً اسلام کے بنیادی عقیدہ توحید کے بارہ میں ان کی خدمات ایسی ہیں کہ جن کی کوئی مثال برصغیر کی تاریخ میں کم ہی ملتی ہے۔

حضرتؒ نے راولپنڈی ایسے علمی اور فکری پسماندہ شہر کو مرکز بنا کر پاکستان بھر میں توحید وسنت کے لیے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ تادیر انہیں فراموش نہ کیا جاسکے گا۔

راولپنڈی میں انہوں نے اس محنت جانفشانی اور لگن کے ساتھ کام کیا اور خدا کی کرم نوازیاں اس طرح ان کے شامل حال ہوئیں کہ موحدین کی ایک بہت بڑی کھیپ تیار ہوگئی۔ اور جس شہر میں توحید کا وعظ سننے والے ڈھونڈنے سے نہ ملتے تھے۔ اس شہر میں انہوں نے اتنا بڑا مجمع لگا لیا کہ دیگر تمام مجمعے اس کے سامنے ہیچ ہوگئے۔

حضرت شیخؒ اور ان کے رفیق عمل اور رفیق سفر مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری نے علمائے دیوبند کی فکر کو ایک نیا اسلوب اور ایک نیا انداز بخشا اور انہیں فقہی موشگافیوں سے نکال کر قرآن وسنت کے سرچشمۂ عظیم کی خدمت گراں پر مامور کیا۔ اسی بنا پر ان ہر دو حضرات اور ان کے گروہ کے افراد کو اہلحدیث سے ایک خصوصی تعلق اور پیار رہا۔ اور ہے۔ اہلحدیث نے بھی ملک بھر میں ان کی عزت وعظمت کو کبھی اپنے اکابر اور علماء سے کم نہیں جانا۔

ماضی میں اگرچہ ایک موقع ایسا آیا، جبکہ بدقسمتی سے حضرتؒ اور اہلحدیث کے درمیان غلط فہمیاں پیدا ہوگئیں۔ لیکن جلد ہی ان کا ازالہ ہوگیا۔ اور ہمیشہ کی طرح ان میں اشتراک عمل اور محبت کی وہی فضا پیدا ہوگئی۔ جو مدت سے قائم تھی۔

مولانا کو مجھ سے ایک خصوصی تعلق تھا۔ اور یہ تعلق اس وقت سے تھا۔ جبکہ وہ میری طالبعلمی کے دوران سیالکوٹ اور گوجرانوالہ جلسوں میں تشریف لایا کرتے اور اکثر و بیشتر میرے والد گرامی کی توحید سے والہانہ شیفتگی اور فریفتگی کی بنا پر ہمارے گھر قیام فرمایا کرتے تھے۔

جب میں تعلیم سے فارغ ہو کر پاکستان آیا تو مولانا نے خصوصی طور پر مسرت کا اظہار کیا۔ اور جب ان تک میری تقاریر کی خبر پہنچی اور توحید کے مسئلہ کے متعلق میرے بیانات انہیں

[illegible]

علماء حدیث اللہ کے ساتھ مجھے بھی مدعو کرنے لگے اور مجھے بے شمار دفعہ ان کی معیت اور انکی معیت میں تقریر کا شرف حاصل ہوا۔ ہمیشہ اپنی خوشنودی کا اظہار کرتے اور آخری تین چار برسوں سے تو کیفیت یہ تھی کہ وہ جب بھی کبھی لاہور تشریف لاتے تو اکثر میرے ہاں ہی قیام فرماتے۔ اور اپنے مدرسہ کے اکثر معاملات میں مشورہ لیتے اور اعتماد کرتے۔ گذشتہ برس حج کے موقعہ پر تو یہ ان کے ساتھ رہنے کا موقع بھی میسر آیا کہ وہ بھی اور میں بھی سعودی حکومت کی شاہی تبلیغ و دعوت کے مہمان کی حیثیت سے اس مقدس سرزمین میں حاضر ہوئے۔ میں نے اس سفر میں انہیں انتہائی عبادت گزار، متقی اور پرہیزگار پایا اور محسوس کیا کہ ان کے اندر توحید کی سختی کے ساتھ ساتھ ایک قسم کی نرمی گداز اور رقت پیدا ہو چکی ہے اکثر و بیشتر ان کی آنکھیں نم آلود ہو جاتیں۔

مولانا غلام اللہ خان ؒ اپنے عہد کی نابغہ روزگار شخصیت تھے اور حضرت شاہ صاحب کی معیت میں انہوں نے خدمات دیں وہ ان کی یکتائی لوگوں سے منوانے کے لیے جو کام کیا ہے وہ انہیں تاحشر موحدین کے دلوں میں زندہ رکھے گا اور ان شاء اللہ یہی چیز رب العالمین کے حضور ان کی سرفرازی اور سربلندی کا باعث بنے گی۔